

اعلم عالم قبلہ وکعبہ آیتہ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید حسین علیہن مکان ابن حضرت غفران مآب

لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی

ولادت

ولادت ہے اور جناب مفتی صاحب نے حسب ذیل قطعہ

اس تہنیت میں فرمایا تھا

بارک اللہ لنا فی نجل

طیب المولد مولی الورع

دوحة شامخة سامكة

ثابت الاصل عظیم الفرع

اوضح السید عن مولدة

طلع شمس سماء الشرع

تحصیل علوم

سید العلماء نے عہد طفلی سے استفادہ علوم جناب غفران مآب سے کیا۔ علاوہ کتب درسیہ حسب ذیل کتابیں اپنے والد سے پڑھیں:

(۱) عماد الاسلام (جناب غفران مآب کی گراں قدر

تصنیف) (۲) شرح اربعین شیخ بہاء الدین عالمی (۳) اصول

کافی کلینی (۴) منشی الجمان شیخ حسن بن شہید ثانی۔

جس زمانہ میں جناب غفران مآب کو کوئی امر مانع

ہوتا تھا تو آپ کی تعلیم آپ کے برادر معظم سلطان العلماء

سے متعلق رہتی تھی۔ چنانچہ موصوف نے جناب سلطان العلماء

کی خدمت میں سیف ماسح (تصنیف سلطان العلماء) اور

سلم العلوم اور شرح سلم ملاحمد اللہ پر نظر ڈالی۔ تقریباً ۱۷ سال

جناب غفران مآب مولانا سید ولد ارعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اولاد امجاد کے ناموں میں ترتیب اسمائے معصومین کا لحاظ رکھا تھا۔ چنانچہ سب سے بڑے فرزند کا نام سید محمد رکھا۔ ان سے چھوٹے کا نام سید علی، ان کے بعد سید حسن، یہاں تک نام بالترتیب رکھے۔ جناب سید حسن کے بعد جو فرزند پیدا ہوا اس کا نام سید مہدی خلاف سلسلہ رکھا۔ حالانکہ اصول ترتیب سے ان کا نام سید حسین ہوتا۔ چنانچہ خواب میں دیکھا جناب سید الشہداء تشریف لائے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم نے پہلے ترتیب کا لحاظ کیا مگر اس مولود کے نام میں تم نے اس سلسلہ کو نظر انداز کیا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے عرض کی یہ فرزند میرے یہاں اس وقت پیدا ہوا تھا جب میرے اعضاء میں پیری کے آثار نمایاں تھے اور شب نے قویٰ کو کمزور کر دیا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ میرا آخری فرزند ہے اس لئے میں نے اس کا نام آپ کے سلسلہ مبارکہ کی آخری فرد کے نام پر رکھا۔ (اوراق الذہب از جناب مفتی صاحب)

اس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ ۱۴ ربیع

الثانی ۱۲۱ھ کو جناب سید العلماء کی ولادت ہوئی۔ اور

جناب غفران مآب نے حضرت سید الشہداء کے امثال امر

میں اس مولود کا نام سید حسین رکھا۔ ”خورشید کمال“ تاریخ

حدیث، کلام، تفسیر، تاریخ، اقلیدس ہندسہ، حساب، ہیئت غرض تمام علوم میں درجہ کمال پر فائز تھے۔ علم قرأت اور تجوید میں بھی اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی جناب سید حسن صاحب اگرچہ علم تجوید میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور اپنے عہد میں مسلم الثبوت شخص تھے مگر مشکلات فن میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

(مفتی میر محمد عباس کی تصنیف اوراق الذہب سے ماخوذ)

علم ادب میں بھی کافی مہارت حاصل تھی۔ ہاں شعر سے فطرتاً ذوق نہ تھا۔ جناب تقی صاحب نے اس کو نہایت لطیف عبارت میں ادا فرمایا ہے جس سے اشارہ اس طرف بھی ہے کہ شعر نہ کہنا کوئی نقص نہیں۔ رسالت مآب بھی اس صفت میں شریک ہیں۔ فرماتے ہیں:

”الم یکفک فی الدلیل عبدہ الفقید الدلیل
وانہ لما کالملک الضلیل وھوانہ من ایاتہ وراۃ من
ایاتیۃ فان ابیت الا التفصیل فھال لما القول وان ادی الی
التطویل اما المنظوم فلا شبہ لہ ولا ادعی لہ وما علمناہ
السلام وما ینبغی لہ۔“

خدمات دینیہ

بفرمائش جناب سلطان العلماء مدرسہ شاہی کا افتتاح ہوا۔ یہ پہلا مدرسہ تھا۔ جو تعلیم دینی کی غرض سے لکھنؤ میں قائم کیا گیا۔ جناب تقی صاحب نے ایک رسالہ ترغیب بنائے مدرسہ کے لئے تحریر کیا اور جناب ممتاز العلماء نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور بنائے مدرسہ کے لئے کوشش بلیغ کی۔ تجویز علامہ مدوح سے جناب مفتی صاحب

کی عمر میں علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو کر درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ امجد علی شاہ انار اللہ برہانے نے سید العلماء کا خطاب دیا۔ اس عمر میں ایک رسالہ ”تجربہ فی الاجتہاد“ کے متعلق تصنیف کیا اور دوسرا ”رسالہ تحقیق شک در رکعتین اولین“ تصنیف کیا مگر بہ سبب شرم و حیا کسی سے اس کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک جناب غفران مآب سے بھی تذکرہ نہ کیا۔ صرف اپنے برادر مکرم سید مہدی صاحب سے اکثر اس کے مطالب میں مباحثہ کیا کرتے تھے۔ ایک روز جناب غفران مآب نے ارشاد کیا کہ مجھے یاد دلاؤ کہ تمہارے لئے اجازہ لکھوں۔ سید العلماء نے عرض کی کہ پہلے آپ اس تحریر کو ملاحظہ فرمائیے جو میرے قلم سے نکلی ہے۔ چنانچہ وہ رسالے پیش کئے۔ جناب غفران مآب نے رسالوں کو دیکھنا شروع کیا اور اثنائے مطالعہ میں فرمایا کہ اس کی عبارت اور طرز تحریر سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ مبتدی کی تصنیف ہے بلکہ کسی فارغ التحصیل منشی کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔ اس اثنا میں جناب غفران مآب پر مرض نے غلبہ کیا۔ اور وہ رسالے سلطان العلماء کے حوالے کئے اور سلطان العلماء نے تمام وکمال ملاحظہ کر کے بے حد پسند کئے۔

سلسلہ روایت و حدیث جناب غفران مآب و رضوان مآب کے واسطے سے جناب آقا باقر بیہانی اور آقا سید علی طباطبائی صاحب ریاض اور بحر العلوم آقا سید مہدی طباطبائی اور آقا محمد مہدی بن ہدایت اللہ اصفہانی اور مرزا محمد مہدی بن ابی القاسم شہرستانی طاب ثرا ہم تک پہنچتا ہے۔ جناب سید العلماء، منطق، فلسفہ، فقہ، اصول،

مدرس مقرر ہوئے۔

ایک رقم کثیر صاحب جواہر کے پاس نہر آصفی کے لئے بھیجی تاکہ زائرین و مجاورین کے لئے پانی کی سہولت ہو۔ روضہ جناب مسلم وہابی بھی جناب سید العلماء کی توجہ سے تعمیر ہوا۔

مشاغل

سید العلماء ہمیشہ تدریس علوم و تصنیف کتب و مواظبہ و دستخط مسائل و عیادت مرضی اور قضائے حوائج محتاجین و مساکین میں مشغول رہتے تھے۔ اوقات شب و روز کو اس طرح تقسیم کیا تھا کہ آخر شب نماز جماعت کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور طلوع تک اذکار و نماز ہائے مستحبہ میں مشغول رہتے تھے۔ بعد فراغت نماز جماعت و تعقیبات مکان تشریف لاتے تھے اور تالیف و تصنیف، ملاحظہ کاغذات ضروری میں مصروف ہوتے تھے اس کے بعد باہر آتے تھے۔ پہلے درس ہوتا تھا جس میں اکثر علماء و فضلاء شریک ہوتے تھے۔ پھر معروضات اہل حوائج ملاحظہ کرتے تھے۔ بعد زوال مسجد میں نماز جماعت کے لئے جاتے تھے۔ تعقیبات نماز عصر کے بعد سلطان العلماء کی خدمت میں ایک ساعت تک حاضر رہتے تھے۔ پھر مکان آکر پڑھانے میں مصروف ہوتے تھے۔ نماز مغرب باجماعت مکان ہی پر ہوتی تھی۔ بعد نماز دستخط مسائل و درس میں تقریباً نصف شب تک مصروف رہتے تھے۔ باوجود کثرت اشغال اکثر قرآن مجید لکھنے میں بھی مشغول رہتے تھے۔

چنانچہ کتب خانہ جنت مآب میں آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف موجود ہے۔ بخط نستعلیق و محشی جس کی کتابت سے ۲۵ جمادی الآخر روز یکشنبہ ۱۲۴۶ھ کو آپ نے فراغت پائی۔

صفات و عادات

جناب سید العلماء مجمع صفات و کمال تھے۔ ان کی زندگی سیرت ائمہ کا نمونہ تھی۔ ہمیشہ بوسیدہ لباس پہنتے تھے اور معمولی سے معمولی غذا کھاتے تھے۔ لہذا دنیا سے ہمیشہ محترز رہتے تھے۔ اکثر بوسیدہ لباس زیب بدن رہتا تھا۔ عرصہ تک کوئی گھر اپنی سکونت کے لئے نہ لیا۔ زہد کی یہ حالت تھی کہ ایک دن گھر میں آئے اور گر سنہ تھے۔ کسی خادمہ نے کھانے کی فرمائش نہ کی۔ خود جستجوئے طعام میں مصروف ہوئے۔ ایک مقام پر دیکھا کہ ایک روٹی اور ایک پیالہ رکھا ہوا ہے آپ نے شور بہ خیال کر کے روٹی کے ساتھ کھا لیا۔ اتفاق سے وہ ایک بیمار بچے کی دوا تھی۔ جب اس کا وقت آیا تو دوا تلاش کی گئی۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کہاں رکھی تھی۔ خادمہ نے پتہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کو شور بہ سمجھ کر روٹی کے ساتھ کھا لیا۔

اس طرح بذل و ایثار میں بھی آپ اپنے عہد میں عدیم النظیر تھے۔ عراق و ایران سے سائنس کے سوال پہنچتے تھے اور ان کا انجام مرام ہوتا تھا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم کر چکے اور مکان میں جانے لگے تو فقراء نے دامن پیراہن پکڑ لیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ ایک

روز پنجشنبہ نماز صبح کی پہلی رکعت میں سورہ ہل اتیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ کی قرأت فرماتے تھے۔ کچھ رات باقی رہتی تھی جب مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور نافلہ فجر و فریضہ پڑھنے کے بعد تعقیبات و سجدہ شکر، زیارت پڑھتے تھے۔ اکثر مریضوں کی عیادت کرتے تھے اور ان کی تیمارداری میں کوشش کرتے تھے بعد فراغت نماز اپنے اساتذہ اور آبائے کرام اور دیگر برادرانِ ایمانی کے لئے دعا کرتے تھے۔

جب نماز کے بعد لوگ مصافحہ کے لئے ہجوم کرتے تھے تو فرماتے تھے:

غفر الله لنا ولكم وتقبل الله اعمالنا واعمالكم۔

جب پانی پیتے تھے تو سید الشہداء کی تشنگی یاد کرتے تھے۔

جب ہستے تو فرماتے تھے: اللہم لاتمقنتی۔ جب قبور پر گزرتے تھے تو سورہ حمد اور انا انزلنا پڑھتے تھے۔

جب کسی مردہ مومن کا ذکر ہوتا تھا تو رحم اللہ کہتے تھے۔

جب کوئی ملنے آتا تھا تو خود ابتداءً سلام کرتے تھے اور نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے۔

جب کسی فعل کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے استخارہ کرتے تھے ہفتہ میں تین روز بعد عصر موعظہ بیان کرتے تھے۔ دوشنبہ، پنجشنبہ، جمعہ۔ اکثر نوافل مکان کے اندر ادا

مرتبہ آپ گھر سے باہر تشریف لے چلے دو فقیروں نے آکر گھیر لیا اور کچھ مانگا، اس وقت آپ مجبور تھے، عذر کیا کہ کچھ موجود نہیں۔ دونوں فقیروں نے آپ کی ردا کو گردن میں باندھ کر کھینچا قریب تھا کہ گلا گھٹنے لگے جناب سید علی نقی صاحب آپ کے فرزند دیکھ رہے تھے دوڑ کر ردا گردن سے کھولی اور ان فقیروں کو مار کر ہٹایا۔ جناب سید العلماء جناب نقی صاحب سے اس بات پر عرصہ تک ناراض رہے کہ ان کو مارا کیوں؟ بعد میں ان فقراء کی حاجت کو کسی طرح پورا کیا۔

خوش اخلاقی کی یہ حالت تھی کہ دشمنوں سے بھی کبھی کینہ دل میں نہیں رکھا۔ آپ کی صحبت میں اکثر لوگ شور و شغف کرتے تھے۔ خصوصاً سالکین جو بعض اوقات حسن ادب کا بھی لحاظ نہ کرتے تھے۔ مگر آپ کسی سے چیں بہ جبین نہ ہوتے تھے۔ اور ہر ایک سے بمقتضائے وقت کلام کرتے تھے۔

عبارت بھی ان کی اس پایہ کی تھی جس کا مخالفین تک اعتراف کرتے تھے۔ محافل عید میں کثرت معانفہ سے جب ضعف محسوس ہوتا تھا تو فرماتے تھے:

بحول الله وقوته اقوم واقعد

اس عہد کے ایک رئیس محترم سے آپ نے کسی محتاج کی سفارش کی تھی اور انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد تعمیل ارشاد بجالاؤں گا۔ مکان پر جا کر ملا ہی دنیا میں مبتلا ہو گئے۔ ایک دن جب راہ میں جناب سید العلماء سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا:

هل انت على العهد الذى فارقتنا عليه۔

کرتے تھے کہ کوئی مطلع نہ ہو اور خلوص باقی رہے۔ اکثر داہنا پاؤں بائیں پاؤں پر رکھ کر سوتے تھے۔

جناب مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب زکوٰۃ کا روپیہ سلطان العلماء کے یہاں سے سید العلماء کے پاس آتا تھا تو اکثر فقراء و مساکین بغرض سفارش میرے پاس آتے تھے۔ میں ان سب کے نام ایک کاغذ پر لکھ لیتا تھا لیکن اس کا خیال رکھتا تھا کہ جو زائد مستحق ہوں ان کا نام مقدم کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک کاغذ پر نام لکھ لئے جب سید العلماء کی خدمت میں جانے لگا تو ایک گروہ ایسا آیا جو سب سے زیادہ مستحق تھا۔ میں نے آخر میں ان کے نام لکھ لئے۔ اتنا وقت نہ ملا کہ ناموں کو ترتیب سے لکھتا۔ جناب سید العلماء کی خدمت میں وہ کاغذ پیش کیا۔ آپ نے نام کے مقابل میں ایک مقدار روپیہ کی لکھنا شروع کی اور بہ ترتیب استحقاق روپیہ گھٹاتے چلے گئے یہاں تک کہ ان لوگوں کے نام تک پہنچے جو آخر میں تھے۔ میرا خیال تھا کہ یہاں اور زائد کی کر دیں گے مگر میں نے دیکھا کہ سید العلماء نے وہاں پہنچ کر سب سے زیادہ رقم بڑھادی اور ترتیب کو بدل دیا۔

جناب سید العلماء باعتبار علم و عمل ایک فرد فرید تھے۔ مفصل حالات ان کے جناب مفتی صاحب قبلہ نے اوراق الذہب میں تحریر فرمائے ہیں۔

تصانیف

(۱) پہلی تصنیف رسالہ تجزی فی الاجتہاد ہے جو تیرہ سال کے سن میں تصنیف فرمایا تھا۔ (۲) رسالہ در تحقیق جواز

تقلید میت۔ (۳) رسالہ مسئلہ شک در رکعتین اولین۔ ان دونوں رسالوں کو بھی عنفوان شباب میں لکھا تھا اور جناب غفران مآب کی نظر سے گذر چکے تھے۔ (۴) مناجات التذقیق در معارج التحقیق کتاب الصلوٰۃ جس کو دیکھ کے صاحب جواہر نے بہت بڑا خط، کتاب کی تعریف میں بھیجا تھا۔ (۵) وجیز رائق علم فقہ میں جس کو اپنے فرزند سید تقی صاحب کے لئے تصنیف کیا تھا۔ (۶) روضۃ الاحکام کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب المیراث (۷) رسالہ مبسوط در احکام میراث (۸) حدیقہ سلطانیہ در علم کلام فارسی توحید و عدل و نبوت و امامت (۹) رسالہ وسیلۃ النجات فارسی در اصول دین تا آخر بحث نبوت (۱۰) رسالہ اصالة الطہارۃ عربی (۱۱) رسالہ منع از بیع مالیات نجس و متنجس (۱۲) طرد المعاندین فارسی (۱۳) حاشیہ ریاض المسائل کتاب الصوم و کتاب الہب، کتاب الصدقہ عربی (۱۴) حواشی شرح ہدایۃ الحکمہ ملا صدرًا عربی (۱۵) رسالہ در تحقیق نسبتہ بین الحقیقۃ و المجاز (۱۶) تفسیر سورۃ حمد، جو نہایت مبسوط ہے۔ (۱۷) تفسیر سورۃ بقرہ از اول سورہ تا چند آیات (۱۸) تفسیر سورۃ بل اتی (۱۹) تفسیر سورۃ توحید (۲۰) تفسیر آیہ کنتم خیر امة اخر جت للناس متضمن بر نقض کلام فخر رازی (۲۱) مجالس مفجۃ مشتمل بر دو جلد در حالات اصحاب کساء (۲۲) امالی التفسیر و المواعظ (۲۳) فوائد فی تنقیح العقائد ملقب بافادات حسینیہ (یہ آخر تصنیف ہے)

اولاد ذکور

(۱) جناب زین العلماء عضد الدین السید علی حسین مرحوم مغفور (۲) جناب ممتاز العلماء فخر المدرسین سید

محمد تقی مرحوم و مغفور (۳) جناب زبدۃ العلماء سید علی نقی طاب ثراہ
(۴) جناب مولوی سید عبدالجواد صاحب مرحوم

تلامذہ

(۱) استاذ الاساتذہ مفتی سید محمد عباس شوستری
(۲) سلطان المتکلمین مولانا سید حامد حسین کشتوری
اعلی اللہ مقامہ (۳) مولانا سید مہدی شاہ صاحب مرحوم
(۴) مولوی میر مرتضیٰ خاں (۵) قائمۃ الدین مولانا محمد علی
(۶) مولوی مرزا فخر الدین احمد خاں مرحوم (۷) مولانا سید
محمد باقر واعظ موسوی مرحوم (۹) مولوی منور خاں مرحوم
(۱۰) مولوی شاکر علی مرحوم (۱۱) مولوی سید کاظم رشتی
(۱۲) سید امان علی مرحوم (۱۳) سید سجاد علی مرحوم
(۱۴) میر عبدالعلی مرحوم (۱۵) مولوی سید محمد مرحوم
(۱۶) مولوی مرزا محمد حسن (۱۷) مولوی مرزا کاظم علی مرحوم
(۱۸) مولوی سید نظام الدین مرحوم (۱۹) مولوی حکیم مرزا
جواد علی (۲۰) مولوی کلیم مرزا علی شریف (۲۱) مولوی سید
مرتضیٰ مرحوم (۲۲) مولوی مرزا اعظم علی مرحوم (۲۳) مولوی
مرزا مغل مرحوم (۲۴) مولوی میر علی اصغر مرحوم
(۲۵) مولانا سید علی نقی طاب ثراہ (۲۶) مولوی سید عابد
حسین عرف سید علی بخش مرحوم (۲۷) مولوی مرزا اسماعیل
(۲۸) مولوی سید احسان علی (۲۹) مولوی سید خدا بخش
(۳۰) مولوی سید پناہ علی (۳۱) مولوی مرزا محمد اخباری
(۳۲) مولانا السید اولاد حسین (۳۳) مولانا حکیم مرزا
غازی (۳۴) مولوی میر حیدر علی (۳۵) علامہ غلام حسنین
کشتوری (۳۶) حکیم اکبر شاہ صاحب

وفات

شب شنبہ ۱۷ صفر ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸ اکتوبر
۱۸۰۶ء بعمر ۶۳ سال مرض تپ میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔
اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ شعراء نے
بکثرت تاریخیں اور مرثیے نظم کئے جن میں سے مرزا اسد
اللہ خاں غالب کا ایک قطعہ اور مرثیہ درج کیا جاتا ہے:

تاریخ وفات سید العلماء سید حسین علیہن مکان

حسین ابن علی آبروی علم و عملی
کہ سید العلماء نقش خاتمش بودی
نماند و ماندی اگر بودی پنج سال دیگر
غم حسین علی سال ماتمش بودی

مرثیہ سید العلماء از مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی

زین خرابی کہ در جہاں افتاد
بگزر از خاک کا سماں افتاد
چشم و دل غرق خون یک دگر است
زین کشاکش کہ درمیاں افتاد
می کشد بے سنان و دشمن و تیر
غم بر احباب مہرباں افتاد
شعلہ در چرخ نا گرفت گرفت
لرزه بر عرش ناگہاں افتاد
جست از سدرہ طائر قدسی
کش ازاں نخل آشیاں افتاد
زین قیامت کہ نہ بہنگام است
در حرم شور الاماں افتاد

آنچنان جوش خورد از تف غم	برد اللہ گرد مضجع او
کاب زم زم زنا ودان افتاد	نقش بستند بر در و دیوار
از فرازِ فلک گزار مسیح	می نہ سوز دز تاب شعله شمع
سوئے این پست خاک دان افتاد	بال پروانہ چراغ مزار
مردن خواجه چون به کعبہ شنید	مرگ سید حسین آسان نیست
مردہ آساز نردبان افتاد	دہر آرد چنین کسے دشوار
خون زغم در دل کلیم افسرد	از صفر روز رفت چون دہ وبفت
لا جرم عقدہ برزبان افتاد	شب شنبہ بزاد روز شمار
گر فروافتد آسمان بہ زمیں	ماہ وتاریخ گز امام رضا <small>علیہ السلام</small> ست
باقضا در نمی توان افتاد	ماہ وتاریخ سید العلماء ست
گشت داغ غم حسین علی	آن امام ہمام یزدان دان
تازہ در ماتم حسین علی	قہرمان قلم رو ایمان
از زبان با بہ معرض آثار	آن کہ گر نطق او نشان نہ دہد
خون فرومی چکد دم گفتار	نہ رسد کس بہ معنی قرآن
عالمی راست در نہان وعیان	آنکہ گردوں بدیں توانائی
دل غم اندوز ودیدہ دریا بار	باشد ش گوئے در خم چوگان
درد این سوفشرده پا در دل	آنکہ باو ے بہشت ودوزخ را
اشک آن سود ویدہ بر رخسار	چارہ نبود زبردن فرمان
ماجرا از خرد پڑوبش رفت	صفت ذات و ے بشرط وجوب
گفت می بین ودم مزین زنہار	در نہ گنجد بہ حیز از امکان
دیدہ باشی کہ خواجه چون می زیست	جوہرش را عرض بود اسلام
لختی آن فرو فرخی یاد آر	این نیاید اگر نباشد آن
رگ برگے از و نیافت گزند	از اولی الامر ثامن وضامن
دل مورے از وندید آزار	کہ نجات نفوس راست ضامن
داد تن چون بخواب باز پسین	حسب دعوت ہما من مامون
بادل شاد و دیدہ بیدار	گشت مہر سپہر دین مہمان

آںستم پیشہ راہمی بایست	تیغہا برسرش فرود آمد
کہ کند خدمت از بن دندان	ہم چنان کز خدا درود وسلام
بریاء ونفاق و خدعہ و زرق	ہمہ باز آمد ندو دانستند
کرد لطف ومروت واحسان	کار ماہ تمام گشت تمام
بہ ولی عہدیش فریفت مگر	بستر از خون پاک نم نہ گرفت
می ندانست پایۂ سلطان	برقتش بیچ موئے خم نہ گرفت
خیرہ سربیں کہ در حمایت عہد	پیکر خواجہ بود چشمۂ نور
پادشہ را دہد ولایت عہد	چشم بد باداز نکو یاں دور
گفت ماموں شبی بہ چند غلام	نور دیدے شود بہ تیغ دو نیم
کہ ہمی دوں دریں شبہ ہنگام	خون شنیدی چکد زرخشاں ہور
پائے از سر کنید ویشتا بید	تو ویزداں بود چنیں پیکر
سوئے بنگاہ قبلہ گاہ انام	در خور زخم دشنہ ساطور
گر بود در فراز زود از و	نہ پیمبر گزاشت در گیتی
باید آمد فرود از رہ بام	اہل بیت وکلام رب غفور
پس بدان پائے کش صدا نبود	پایۂ اہل بیت تا دانی
جانب خواب گہ کنید خرام	ہست تو ام بہ ایزدی منشور
یکسرہ برسرش فرود آرید	گر نہ خفاش تیرہ روز ستہ
تیغہائے برآمدہ زنیام	روز ماندے از وچرا مستور
اہر من گوہران تیرہ درون	کہ فروز د ظہور نور دلش
خانہ زاد سواد ظلمت شام	آن کہ دز دد نگہ زنور ظہور
شاہ را یافتند تا جستند	دیدہ باشی کہ نور در سر سام
صحن وایوان آن خجستہ مقام	برنتا بد طبیعت رنجور
بود آندم درون حُجرۂ خاص	حاسداں را ازیں مشاہدہ شد
برنہالی برخت خواب امام	سینہ با ریش وریشہاناسور
اوصیا راست از نہایت قرب	در خلاف خلافت از رہ کیں
جامۂ خواب جامۂ احرام	بود چون کشتن امام ضرور

عاقبت میزبان مہماں کش	آفریں بر روانِ پا کش باد
شاہ راز ہر داد در انگور	مہر از ذرہ ہائے خاکش باد
زائراں را کنوں بہ مشہد طوس	دگر اے دل بخوں شناور باش
آسمان آید از پئے پا بوس	آشنا روئے دیدہ تر باش
قصہٴ سینہ سوز وزبرہ گداز	کمتر از شمع در شمار نہ
گفتہ آمد بہ شیوہٴ ایجاز	پائے بر جادر آب و آذر باش
ناز پروردہٴ نیازی بست	خویشتن را فگن در آتش تیز
عجز من در گذارش اعجاز	گرہ پروانہ سمندر باش
من بدان سوختن نساختہ ام	تا نیای زلا غری بنظر
کہ توانم شناخت سوز از ساز	تارے از تار ہائے بستر باش
زا سمانم شکایتست عظیم	گرگریبان زتست چاکش کن
بر زبانم حکایتست دراز	ور رگ جان زتست نشتر باش
اینست آشوب دل زخون پُرکن	واحسنیا بگوئے ودر گفتن
اینست رنج تن از روان پرداز	بفغان آئے وشور محشر باش
مرد سید حسین و بُرد غمش	دیدہ را گرد و خار و پیکان شو
ازد لم تاب واز لبم آواز	سینہ را تیر وتیغ وخنجر باش
تا چہابا رسول بودش روے	غم میرا جل غم دینست
تا چہابا خدائے بودش راز	غالب از غصہ خاک بر سر باش
خاست در حاملان عرش عظیم	گفتہ باشی کہ زارو غمزہ ام
شور وشیون ز شہر پرواز	لختے از خویشتن فزون تر باش
پایۂ عرش ہشتہ اند زدست	خیز وگرد مزار خواجہ بگرد
تاگذارند بر جنازہ نماز	باسپہر بریں برابر باش
در جہان مثال دار ندش	بیتے از خود بسینہ می خلدم
میہماں برسماط نعمت وناز	می کنم مویہ گو مکرر باش
بہرا حیای رسم جہد وجہاد	گشت داغ غم حسین علی
خواجہ ہمپائے مہدی آید باز	تازہ در ماتم حسین علی